7۔ دستک ـــــ میرزا ادیب

مشکل الفاظ کے معانی

صفحہ نمبر 55 : ○ گاؤ تکیہ: گول تکیہ جس سے ٹیک لگائی جاتی ہے ○ نقاہت: کمزوری ○ فرنچ کٹ ڈاڑھی: ایک خاص انداز کی ڈاڑھی جس میں رخساروں سے بال صاف کر کے صرف ٹھوڑی پر بڑھا لیے جاتے ہیں، ○ تند و تیز: بہت تیز، طوفانی ○ شال: گرم چادر ○ ورق گردانی کرنا: سرسری مطالعہ کرنا

صفحہ نمبر 56: ○ دستک: دروازہ کھٹکھٹانا ○ خواہ مخواہ: بلاوجہ

صفحہ نمبر 57 : ○ وہم: شک ○ جنبش: حرکت ○ بے گار: وہ کام جس کی کوئی اُجرت نہ ملے، بے فائدہ کام ○ ٹکٹکی باندھے دیکھنا: مسلسل دیکھنا، نظر ہٹائے بغیر دیکھنا

صفحہ نمبر 58: ○ واہمہ: وہم، شک ○ حقیقت پسند: سچائی کو تسلیم کرنے والا

صفحہ نمبر 59: ○ فرض شناس: فرض کا احساس کرنے والا ○ برساتی: بارش سے بچانے والا کوٹ

صفحہ نمبر 60 : ○ کیس آ گئے: مریض آ گئے ○ ٹمپریچر لینا: تھرما میٹر کے ذریعے درجہ حرارت معلوم کرنا ○ سیرپ: پینے کی دوا

صفحہ نمبر 61: ○ ٹرے: چائے کے کپ اور دیگر لوازمات رکھنے کا برتن

صفحہ نمبر 62: ○ پراسرار: رازوں سے بھری ہوئی ○ بدستور: مسلسل

صفحہ نمبر 63: ○ پریکٹس خوب چلتی تھی: ڈاکٹری کا کام خوب چلتا تھا ○ تانتا بندھا رہتا تھا: بہت رش رہتا تھا

صفحہ نمبر 64: ○ ضمیر بیدار ہونا: اندرونی احساس کا جاگنا ○ ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مرنا: بے بسی کی موت مرنا

صفحہ نمبر 65: ○ شب بخیر: رات خیریت سے گزرے

چارہ ان کے دروازے پر دستک دیتا رہا لیکن انہوں نے اس کے بیٹے کو دیکھنے سے انکار کر دیا۔ اسی خلش کی وجہ سے ان کو یہ محسوس ہوتا تھا کہ دروازے پر اب بھی دستک ہو رہی ہے۔

2: ''دستک'' کے سلسلے میں ڈاکٹر زیدی اور بیگم زیدی کے درمیان جو مکالمے ہوئے ان کا خلاصہ تحریر کیجیے؟

جواب: ڈاکٹر زیدی نے بیگم سے کہا کہ دروازے پر دستک ہو رہی ہے لیکن بیگم نے جواب دیا کہ یہ آپ کا وہم ہے۔ ڈاکٹر زیدی نے اصرار کیا تو بیگم نے جواب دیا کہ ہوا کے شور کی وجہ سے آپ کو غلط فہمی ہو رہی ہے۔ پریشان نہ ہوں۔ ڈاکٹر زیدی نے کہا کہ تم دروازے پر جانا نہیں چاہتی ہو تو میں خود دیکھ لیتا ہوں اس پر بیگم زیدی دروازے پر گئیں اور واپس آ کر بتایا کہ وہاں کوئی نہیں۔ اگر کوئی آئے گا تو دستک کیوں دے گا۔ کال بیل کیوں نہیں بجائے گا۔ تم ڈاکٹر ہو تمہیں حقیقت پسند ہونا چاہیے۔ میں ڈاکٹر برہان کو بتاؤں گی کہ تمہیں دروازے پر دستک کا وہم ہوتا ہے۔

3: اس ڈرامے سے آپ کون سا اخلاقی سبق اخذ کرتے ہیں؟

جواب: اس ڈرامے سے سبق ملتا ہے کہ ہمیں ہر حال میں دوسروں کی مدد کرنے کے لیے تیار رہنا چاہیے دوسروں کے آرام کو اپنے آرام پر ترجیح دینی چاہیے۔ خصوصاً ڈاکٹروں کو اپنے پیشے کی عظمت کو سمجھنا چاہیے اور ہر لمحہ دکھی انسانیت کی خدمت کرنی چاہیے۔

4: اس ڈرامے سے وہ فقرہ تلاش کیجیے؛ جس میں اس کا مرکزی خیال پوشیدہ ہے؟

جواب: ڈاکٹر زیدی کی بیگم ڈاکٹر برہان کی تعریف کرتی ہیں تو ڈاکٹر زیدی کہتے ہیں ''ڈاکٹر کو فرض شناس ہونا چاہیے'' اسی فقرے میں ڈرامے کا مرکزی خیال پوشیدہ ہے۔

5: مندرجہ ذیل الفاظ کے متضاد لکھیے۔

تیز۔ مستقل۔ سردی۔ وہم۔ مصروف۔ آرام۔ اطمینان۔

جواب: ○ **تیز**: آہستہ ○ **مستقل**: عارضی ○ سردی: گرمی ○ وہم: یقین، حقیقت ○ **مصروف**: بےکار، فارغ

○ آرام: تکلیف ○ **اطمینان**: بےچینی، اضطراب

6: مندرجہ ذیل الفاظ و محاورات کو اپنے جملوں میں استعمال کیجیے۔

فرض شناس۔ نقاہت۔ دستک۔ تانتا بندھنا۔ سر کھجانے کی فرصت نہ ملنا۔ سوچ میں ڈوبنا۔ ٹکٹکی باندھ کر دیکھنا۔ خیالوں میں غرق ہونا۔

جواب: ○ **فرض شناس**: ایک ڈاکٹر کو فرض شناس ہونا چاہیے اور دکھی انسانیت کی مسیحائی کے لیے ہر پل تیار رہنا چاہیے۔

○ **نقاہت**: حادثے کے دو ہفتے بعد اسد کے زخم تو بھر گئے مگر نقاہت بدستور ہے۔

○ **دستک**: دروازے پر دستک ہو رہی ہے، شاید رضوان آیا ہے۔

○ **تانتا بندھنا**: عید سے ایک روز قبل چوڑیوں کی دکان پر خواتین کا تانتا بندھا ہوا تھا۔

○ سر کھجانے کی فرصت نہ ملنا: عید قربان کے روز قصابوں کو سر کھجانے کی فرصت نہیں ملتی۔
○ سوچ میں ڈوبنا: سوات سے واپسی کے بعد شاہد وہاں کی سوچوں میں ڈوبا رہتا ہے۔
○ ٹکٹکی باندھ کر دیکھنا: شکاری ٹکٹکی باندھ کر شیر کی طرف دیکھ رہا تھا۔
○ خیالوں میں غرق ہونا: کلاس میں موجود ہونے کے باوجود اسلم کرکٹ میچ کے خیالوں میں غرق تھا۔

7: درج ذیل مصادر کو امدادی افعال کے طور پر اپنے جملوں میں استعمال کیجیے۔

پڑنا۔ چکنا۔ کرنا۔ سکنا۔ چاہنا۔ پانا۔ رکھنا۔ اٹھنا۔ لگنا۔ رہنا۔ ہونا

جواب: ○ پڑنا: پیسے کمانے کے لیے کام تو کرنا پڑے گا۔
○ چکنا: اختر چائے پی چکا ہے۔
○ کرنا: وہ شب بھر چاند کو دیکھا کرتا ہے۔
○ سکنا: کیا میں بات کر سکتا ہوں۔
○ چاہنا: وہ زندہ رہنا چاہتا ہے۔
○ پانا: استاد صاحب کے سامنے علی بات نہیں کر پایا۔
○ رکھنا: پیسے کے لالچ نے اسلم کو پاگل بنا رکھا ہے۔
○ اُٹھنا: چوٹ لگتے ہی کمسن اولیس درد سے بلبلا اٹھا۔
○ لگنا: پہلے اس نے کچھ سوچا' پھر بولنے لگا۔
○ رہنا: وہ کتاب پڑھ رہا ہے۔
○ ہونا: دل پر آپ کا نام لکھا ہوا ہے۔

8: میرزا ادیب اردو کے نامور ڈراما نگار ہیں۔ آپ اپنی لائبریری سے اُن کی کتاب ''فصیلِ شب'' لے کر اس کا مطالعہ کیجیے۔

☆ طلبہ کتاب حاصل کر کے مطالعہ کریں۔

خط

خط ایک طرح کی تحریری گفتگو ہے جس کے ذریعے ہم اپنے اپنے حالات سے ایک دوسرے کو آگاہ کر دیتے ہیں۔ اسی وجہ سے خط کو ''نصف ملاقات'' بھی کہا جاتا ہے۔ خط نجی ہو یا کاروباری' رسمی ہو یا سرکاری ہر چند خط لکھنے کا اپنا اپنا انداز ہوتا ہے لیکن بالعموم مندرجہ ذیل باتوں کا لحاظ رکھا جاتا ہے:

الف: خط کی پیشانی کے دائیں جانب مقامِ روانگی اور اس کے نیچے تاریخ لکھی جاتی ہے۔
ب: صفحے کے وسط میں طرزِ تخاطب اور بلحاظ بزرگی یا خوردی مختصر القاب و آداب لکھا جاتا ہے۔
ج: خط مختصر ہونا چاہیے تاکہ اپنا اور دوسرے کا وقت ضائع نہ ہو۔
د: جملے چھوٹے اور واضح ہوں کیونکہ لمبے جملے اُلجھن کا باعث ہوتے ہیں۔

5: خط کے نفسِ مضمون کے بعد قدرے بائیں جانب لکھنے والے کا نام اور تفصیلی پتا لکھا جاتا ہے۔

☆ اپنے دوست کو خط لکھیے، جس میں کسی تاریخی مقام کی سیر کا حال بیان کیجیے۔

جواب: دیکھیے حصہ خطوط۔

☆ سیاق وسباق کے حوالے سے اہم اقتباس کی تشریح

اقتباس: ''کچھ دیر بعد میرے نوکر نے آ کر بتایا کہ کوئی بڑے میاں آئے ہیں اور آپ کو ساتھ لے جانا چاہتے ہیں۔ میں نے انکار کر دیا اور نوکر سے کہا کہ بڑے میاں کو واپس بھیج دو مگر اس کے روکنے کے باوجود وہ بوڑھا میرے کمرے میں آ گیا اور منت سماجت کرنے لگا کہ میرا بیٹا سخت بیمار ہے پہلے بھی آپ کی دوا سے شفا ہوئی تھی۔ چل کر دیکھ لیں۔ مگر میری آنکھیں بند ہوئی جا رہی تھیں۔

(زیدی دو تین لمحوں کے لیے خاموش رہتے ہیں، پھر کہنے لگتے ہیں)

گرم بستر چھوڑنا مشکل محسوس ہو رہا تھا۔ میں نے سختی سے انکار کر دیا۔ وہ بولتا رہا اور جب نوکر نے اسے زبردستی باہر نکال دیا تو دروازے پر دستک دینے لگا۔ نہ جانے کب تک دستک دیتا رہا۔ میں سو گیا۔

(زیدی پھر خاموش ہو جاتے ہیں۔ بیگم کی نگاہیں اپنے شوہر پر جمی ہیں اور برہان میز سے دوائی کی ایک شیشی اُٹھا کر اسے دیکھ رہے ہیں)

صبح اُٹھا تو طبیعت پر بڑا بوجھ تھا۔ افسوس کر رہا تھا کہ میں نے بوڑھے کو کیوں مایوس کیا۔''

(سرمایۂ اُردو 12 صفحہ 64,63)

حوالۂ متن: سبق کا عنوان : دستک

مصنف کا نام : میرزا ادیب

سیاق وسباق: ڈرامہ دستک میں میرزا ادیب نے بہت فن کارانہ مہارت کے ساتھ ایک باضمیر ڈاکٹر کے احساسِ جرم کو ہمارے سامنے پیش کیا ہے۔ ڈاکٹر زیدی کی عمر 55 برس ہے اپنی جوانی میں ایک شب وہ تھکے ہارے گھر پہنچے تو ایک بڑے میاں انہیں اپنے ساتھ لے جانے کے لیے آ گئے۔ بڑے میاں کا بیٹا سخت بیمار تھا۔ اقتباس میں ڈاکٹر زیدی بڑے میاں کی آمد کا واقعہ ڈاکٹر برہان کو سنا رہے ہیں۔

تشریح: ڈاکٹر زیدی ڈاکٹر برہان کو اپنی جوانی اور دورِ عروج کا واقعہ سناتے ہوئے کہتے ہیں کہ ایک شب وہ تھکے ہارے گھر پہنچے تو نوکر نے آ کر انہیں اطلاع دی کہ کوئی بڑے میاں آئے ہیں اور آپ کو اپنے ساتھ لے جانا چاہتے ہیں۔ ڈاکٹر زیدی ایک اچھے انسان تھے اور بطور ڈاکٹر اپنی ذمہ داریوں سے بخوبی آگاہ تھے لیکن اس وقت تھکن سے ان کا برا حال ہو رہا تھا۔ تھکاوٹ نے احساسِ ذمہ داری پر غلبہ پا لیا اور ڈاکٹر زیدی نے نوکر سے کہا کہ وہ بڑے میاں کو واپس بھیج دے۔ نوکر نے بوڑھے کو واپس بھیجنا چاہا لیکن وہ ڈاکٹر زیدی کے کمرے میں آ گیا اور منت سماجت کرنے لگا۔ بوڑھے نے کہا کہ میرا بیٹا سخت بیمار ہے۔ پہلے بھی آپ کی دوا سے اس کی

طبیعت ٹھیک ہوئی تھی آپ چل کر اسے دیکھ لیں۔ بوڑھے کی یہ بات سن کر ڈاکٹر زیدی کو اس کے ساتھ چلے جانا چاہیے تھا لیکن ان کی آنکھیں نیند سے بند ہو رہی تھیں اور گرم بستر سے نکلنا انہیں بہت مشکل محسوس ہو رہا تھا۔ انہوں نے بوڑھے کو سختی سے انکار کر دیا۔ وہ منت سماجت کرتا رہا لیکن نوکر نے اسے زبردستی گھر سے باہر نکال دیا۔ بوڑھا گھر سے باہر نکل کر دروازے پر دستک دینے لگا اور جانے کب تک باہر کھڑا اس امید پر دستک دیتا رہا کہ ڈاکٹر زیدی شاید اس کے ساتھ چلنے پر آمادہ ہو جائیں۔ ڈاکٹر زیدی اس وقت سو گئے لیکن صبح اٹھے تو طبیعت پر بڑا بوجھ تھا اور دل کو افسوس ہو رہا تھا کہ انہوں نے ایک مریض کو دیکھنے سے انکار کیا۔ اپنے فرض پر اپنے آرام کو ترجیح دی اور ایک مجبور باپ کو مایوس کیا۔

مزید معروضی سوالات

س: ڈاکٹر برہان کا بڑے میاں سے کیا رشتہ تھا؟

ج: ڈاکٹر برہان بڑے میاں کے پوتے تھے۔

س: ڈاکٹر زیدی بڑے میاں کے ساتھ چلنے پر کیوں آمادہ نہ ہوئے؟

ج: ڈاکٹر زیدی دن بھر کے تھکے ہارے گھر آئے تھے اور سونا چاہتے تھے۔ اسی لیے بڑے میاں کے ساتھ نہ گئے۔

س: ڈاکٹر برہان نے ڈاکٹر زیدی کا چیک اپ کرنے کے بعد کیا کہا؟

ج: ڈاکٹر برہان نے بتایا کہ ٹمپریچر 100 ہے۔ انجکشن کا ناغہ کر دینا چاہیے۔

س: ڈاکٹر زیدی نے ڈاکٹر برہان کی تعریف سن کر کیا کہا؟

ج: ڈاکٹر زیدی نے کہا کہ ڈاکٹر کو فرض شناس ہی ہونا چاہیے۔

س: ڈاکٹر زیدی نے دروازے پر جانے کے لیے اصرار کیا تو بیگم زیدی نے کیا جواب دیا؟

ج: بیگم زیدی نے کہا کہ دروازے پر کوئی آئے گا تو کال بیل نہیں دیکھے گا۔ آپ خود ڈاکٹر ہیں۔ وہم نہ کریں اور حقیقت پسند بنیں۔

س: بیگم زیدی نے ڈاکٹر برہان کے متعلق کیا کہا؟

ج: بیگم زیدی نے کہا کہ میں نے اتنا ذمے دار اور فرض شناس نوجوان آج تک نہیں دیکھا۔ اسے سوائے کام کے اور کچھ سوجھتا ہی نہیں۔

س: بیگم زیدی نے ڈاکٹر برہان کو کیا بتایا؟

ج: بیگم زیدی نے کہا مجھے یہ بتانا عجیب لگ رہا ہے۔ شاید آپ یقین نہ کریں لیکن حقیقت یہ ہے کہ ڈاکٹر زیدی کو وہم ہو گیا ہے کہ دروازے پر دستک ہوتی رہتی ہے۔

س: نوکر نے ڈاکٹر زیدی کو آ کر کیا بتایا تھا؟

ج: نوکر نے ڈاکٹر زیدی کو بتایا کہ کوئی بڑے میاں آئے ہیں اور آپ کو اپنے ساتھ لے جانا چاہتے ہیں۔

س: بوڑھے نے ڈاکٹر زیدی سے کیا کہا؟

ج: بوڑھا منت سماجت کرنے لگا کہ میرا بیٹا سخت بیمار ہے۔ پہلے بھی آپ کی دوا سے شفا ہوئی تھی۔ چل کر اسے دیکھ لیں۔

س: صبح اُٹھ کر ڈاکٹر زیدی نے کیا محسوس کیا؟

ج: ڈاکٹر زیدی صبح اُٹھے تو طبیعت پر بڑا بوجھ تھا۔ انہیں افسوس ہو رہا تھا کہ بڑے میاں کو مایوس کیوں کیا۔ اس کے ساتھ کیوں نہ گئے۔

س: ڈاکٹر زیدی کی باتیں سُن کر ڈاکٹر برہان نے کیا نتیجہ نکالا؟

ج: ڈاکٹر برہان نے کہا کہ وہ بوڑھا تو چلا گیا لیکن اب کبھی کبھی آپ کا ضمیر دروازے پر دستک دیتا ہے۔

س: ڈاکٹر برہان نے ڈاکٹر زیدی کے گھر سے جاتے ہوئے کیا کہا؟

ج: ڈاکٹر برہان نے کہا کہ ڈاکٹر زیدی' خدا حافظ! اطمینان کے ساتھ سو جائیے۔ اب دروازے پر دستک نہیں ہونی چاہیے۔ میں کل حاضر ہوں گا۔